B.A Part III Urdu Hon Paper 7th Group A
Dr. Shahnaj Ara
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D College Tajpur

فردوسی کے حالاتِ زندگی سے متعلق

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ قصہ رستم و سہراب کے خالق فردوسی کی اپنی داستان بھی بہت دلچسپ، عبرت انگیز اور افسانوی ہے۔ جس سال ہارون الرشید کی خلافت ختم ہو کر دنیا کو الوداع کہی گیا تھا ٹھیک اسی سال یا ایک سال بعد ابوالقاسم فردوسی مقام طوس کے ایک گاؤں طبران میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد طوس کے ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی جائداد کی بدولت فردوسی ایام جوانی کا زمانہ امیرانہ اور دولتمندانہ اطمینان کے بغیر آرام و آسائش سے گزارا۔

تعلیم و تربیت: جہاں تک فردوسی کی تعلیم کا تعلق ہے تو اس ضمن میں مورخین کچھ نہیں بتاتے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فردوسی نے عربی و فارسی ادب کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ ایام طفولیت ہی سے انہیں پرانی داستانیں پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ خاص طور سے ایران کی قدیم تاریخ سے تو انہیں پرانی داستانیں عشق کی حد تک شوق تھا۔ اور یہی عشق شاہنامہ لکھنے کا محرک ہوا۔

شاہنامہ فردوسی: دقیقی کی موت کے بعد جو فردوسی کا ہم عصر اور ہم وطن بھی تھا۔ فردوسی نے اس کے مشہور شاہنامہ کو جس کا نام غالباً شاہنامہ ابو منصوری تھا۔ اسے منظوم کرنے کا ارادہ کیا۔ مورخین اس کتاب سے متعلق رقم طراز ہیں کہ مذکورہ کتاب نایاب تھی اور بقول فردوسی وہ مدتوں اس کی تلاش میں لگا رہا۔ بالآخر اس کا ایک نسخہ کسی طرح سے دستیاب ہوا۔ اور اسے محنت شاقہ کے بعد تیس سالوں کی طویل مدت کے بعد مکمل ہوا۔ اس شاہنامہ کو مکمل کرنے میں وہ ایام شباب سے بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی تمام پونجی اور زمین و جائداد بھی ختم ہو گئی۔ ان حالات سے مجبور ہو کر اس نے فیصلہ کیا کہ کسی سرپرست کی تلاش کیا جائے۔ پھر اس نے مختلف امراء اور روساء کے دروازوں پر استعانت کے لیے دست طلب ہوا۔ ناکامی کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر وہ غزنی کا بادشاہ سلطان نے شاہنامہ کو اس کے نام سے منسوب کیا اور غزنی کے تخت سلطان محمود غزنی کے دربار میں اس کی قدر افزائی نہیں ہوئی کیونکہ وہاں پہلے ہی سے رقابتوں، خود غرضیوں اور حرص و طمع کا جال بچھا ہوا تھا۔

سلطان غزنی نے فردوسی کی کافی قدر نہیں کی

(۲) کیونکہ وہ قدیم تاریخ کے دلیروں اور دلاوروں کے کارناموں کے مقابلے میں
اپنی مدح و توصیف اور رزمیہ میں شاعروں کی مبالغہ آمیز گوئی
کو پسند کرتا تھا۔ کہاں سے وہ واقفیت کے بعد سلطان محمود نے شاہنامہ
کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور اس کے مرکزی کردار رستم کے بارے
میں بھی نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ تاریخ سیستان کے مؤلف
کی روایت کے مطابق اس نے نفرت اور رعونت کے انداز میں کہا
"شاہنامہ میں رستم کی سرگزشت کے سوا کچھ اور میری فوج میں
ہزاروں رستم ہیں"
ایسا کہا جاتا ہے کہ اس بے اعتنائی اور بے قدری کو دیکھ
کر فردوسی بے حد دل رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوا۔ اور اسی عالم میں
اس نے سلطان کی ہجو لکھوائی اور مارے خوف کے غزنی سے بھاگ نکلا
کچھ عرصہ تک وہ ہرات، رے اور طبرستان کے شہروں میں رہا بعد میں
طوس چلا گیا اور وہاں نہایت ہی کسمپرسی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت
ہو گیا۔
اگر مشہور روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے تو کچھ عرصہ کے بعد کسی بات
پر سلطان محمود کو فردوسی کا خیال آیا اور اسے اپنے رویے پر پشیمانی
ہوئی۔ اس کی تلافی کے لیے اس نے حکم دیا کہ فردوسی کے تحفے بھیجے۔ کہا جاتا
ہے کہ جب سلطان کے ان عطیات کو طوس کے ایک دروازے سے اندر
بھیجا جا رہا تھا۔ تو دوسرے دروازے سے شاعر کا جنازہ لایا جا رہا تھا۔

Shahnaj Ara